

”احتبس انتظار الغلاء بـ“ اشیا کو گراں بیچنے کے لیے روک رکھنا احتکار کہلاتا ہے۔ ان تمام معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء لغت کے نزدیک احتکار علمہ مہنگے داموں فروخت کرنے کے لیے ذخیرہ کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم | علماء اسلام نے احتکار کی مختلف اصطلاحی تعریضیں کی ہیں۔ امام مجد الدین ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) نے احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ بیان کی ہے۔

”احتکر طعاما ای اشتراہ وجسه لیقل فیغلوا“  
اشیا خوردنی کا ذخیرہ کرنا یعنی ان کو خرید کر اپنے پاس رکھ لینا تاکہ ان کی قلت ہو اور ان کی قیمتیں بڑھ جائیں۔

ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے مرقاة المفاتیح میں احتکار کی یہ تعریف کی ہے۔  
”الاحتکار هو حبس الطعام حين احتاج الناس به حتی یغلوا“

لوگ جب اشیا خوردنی کے محتاج ہوں اس وقت ان اشیا کی فروخت روک دینا تاکہ ان کی قیمتوں میں گرانی ہو جائے احتکار کہلاتا ہے۔  
شیخ عبدالحی محمد ث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے احتکار کے اصطلاحی مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے۔

”احتکار .... در شرع عبارت است از حبس اقوات بانتظار گرانی بایں طریق کہ بخرد و در وقت گرانی و نکاہد اود تا گرانی تراز او شود“

۱۔ زبیدی، تاج العروس، بذیل مادہ ”حکر“، المطبعة الخیرہ بمصر، ۱۳۰۶ھ ج ۲، ص ۱۵۴۔

۲۔ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث والاثیر، مؤسسۃ اسماعیلیان، قم ایران، ج ۱، ص ۴۱۷۔

۳۔ ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (ت۔ن) ج ۶، ص ۹۴۔

۴۔ عبدالحی محمد ث دہلوی، اشعة اللمعات، نول کشور، مکھنؤ، ۱۸۷۳ء ج ۳، ص ۳۹۔

یعنی شریعت میں کسی شخص کا اسٹیا بخوردنی کی فروخت کو اس نیت سے روک دینا تاکہ اسے زیادہ ہنگے داموں فروخت کرے احتکار کہلاتا ہے۔

جدید مفکر مصطفیٰ محمد عمارہ نے احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ تحریر کی ہے۔

”حفظ عندہ حتی تزداد قیمتہ ومنع الناس من الانتفاع بہ“<sup>۱</sup>  
یعنی احتکار سے مراد یہ ہے کہ اپنے پاس غلے کو روک لینا تاکہ اس کی قیمت میں اضافہ ہو اور لوگوں کو اس سے نفع اٹھانے سے منع کرنا۔

مولانا حفظ الرحمن سیوہاری کے نزدیک احتکار کی اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

... کوئی شخص ”غلہ“ وغیرہ کو بہت بڑی مقدار میں اس لیے خریدے کہ بازار گراں ہو جائے اور پیسے میں اس چیز کی مانگ کا ”مرکز“ صرف وہی بن جائے اور پیسے اس کے مقررہ نرخ پر مجبور ہو جائے اور وہ من مانی گراں فروشی کرے پھر

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص انسانی ضروریات کی عام اسٹیا میں کسی چیز کو اس لیے ذخیرہ کرے تاکہ بازار میں اس کی مصنوعی قلت پیدا ہو اور وہ غلے ہنگے داموں فروخت کرے۔

**شرائط احتکار** | ائمہ فقہاء کے نزدیک اگرچہ احتکار کی متعدد شرائط ہیں لیکن ان میں اہم اور قابل ذکر چار شرائط ہیں۔

**اول:** پہلی شرط مال سے متعلق ہے کہ شرع اسلامی میں کس مال کی ذخیرہ اندوزی کو احتکار کہا جائے گا۔

امام عظیم ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے نزدیک احتکار صرف غذائی اشیاء میں ممنوع ہے۔ خواہ وہ انسانی غذاؤں سے متعلق ہوں یا حیوانی غذاؤں سے ہدایہ میں ہے۔

یکوہ الاحتکار فی اقوات الادمیین والبهائم..... تخصیص

<sup>۱</sup> منذری، الترغیب والترہیب، محشی، مصطفیٰ محمد عمارہ، دار الفکر، بیروت، ۱۳۷۳ھ، ج ۲، ص ۵۸۲

<sup>۲</sup> حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، طبع چہارم، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۵۱ء، ص ۲۶۲۔

الاحتکار بالاقوات كالحنطة والشعير والتين في قول ابی حنیفةؒ  
امام ابو حنیفہ کے نزدیک انسانوں اور حیوانوں کی مشیاء خوردنی مثلاً گندم، جو اور بھوسہ  
بھوسہ میں احتکار ممنوع ہے۔

امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) اشیاء خوردنی کے علاوہ کائی (ایک قسم کی گھاس)، اون  
اور زیتون کی ذخیرہ اندوزی کو بھی احتکار میں شمار کرتے ہیں۔ اشفاق الرحمنؒ کا ندھلوی نے مؤطا  
کے حاشیہ پر امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔

”وكان مالك يمنع من احتكار السكتان، والصوف، والزيت  
وكل شيء اضربا هل السوق اما انه ليست الفواكهة من الحكة  
امام مالک کائی، اون اور زیتون کے علاوہ ہر اس میں احتکار سے منع کرتے جس  
میں احتکار عوام کے لیے مضرت رساں ہوتا البتہ پھلوں میں آپ کے نزدیک  
احتکار نہیں ہے۔“

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) بھی امام مالک کی طرح احتکار کو اشیاء خوردنی تک محدود  
نہیں رکھتے بلکہ آپ کے نزدیک ہر اس چیز میں احتکار ہے جس میں ذخیرہ کرنے سے عوام کو  
اذیت ہو۔

ہدایہ میں ہی آپ کا یہ قول منقول ہے۔

”كل ما اضرب بالعامّة حبه فهو احتكار وان كان ذهابا  
او فضة او ثوبا۔“

یعنی جس چیز کا روکنا عوام کے لیے مضر ہو اس میں احتکار ہے اگرچہ سونا ہو یا  
چاندی ہو یا کپڑا

۱۔ برہان الدین مرغینانی، الہدایہ، محمد علی کارخانہ کتب، کراچی، ۱۳۱۱ھ، ج ۴، ص ۶۸۔  
۲۔ امام مالک، مؤطا، محشی، اشفاق الرحمنؒ کا ندھلوی، میر محمد کتب خانہ، کراچی۔ (ت. ن. ا. ۵۹)  
۳۔ المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج ۵، ص ۹۱

امام محمد (م ۱۸۹ھ) کے نزدیک احتکار کی تعریف یہ ہے۔  
 الاحتکار بما یثقیل بہ الناس واللبھاء علیہ  
 احتکار ہر اس چیز میں ہے جس سے انسان اور حیوان خوراک چل کرتے ہیں۔  
 امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے نزدیک بھی احتکار عام ضروریات انسانی کی اشیاء میں ہوتا ہے۔  
 امام ابو داؤد (م ۳۰۵ھ) کہتے ہیں میں نے امام احمد سے پوچھا۔  
 ”ما الحکرہ قال ما فیہ عیش الناس“  
 کس چیز میں احتکار ہے تو آپ نے فرمایا ہر اس چیز میں جو عام ضروریات انسانی  
 متعلق ہو۔

ابن القیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) نے امام احمد کا ایک یہ قول بھی نقل کیا ہے۔  
 ”لیس الاحتکار الا فی الطعام خاصۃ لانه قوت الناس“  
 احتکار صرف انسانوں کی اشیاء خوردنی میں ہوتا ہے۔  
 ان تمام اقوال میں امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کا قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے  
 کیونکہ حرمت احتکار کے شرعی مقاصد اس قول میں پورے ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں  
 حرمت احتکار کے اہم مقاصد یہ ہیں۔

- ۱۔ دولت فرد واحد یا چند مخصوص افراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہو۔
  - ۲۔ اسلامی ریاست کے شہر لوں کو بے جا معاشی تکلیف نہ ہو۔
- اگر احتکار کو صرف اشیاء خوردنی تک محدود کر دیا جائے تو عصر حاضر میں بہت سی ایسی  
 اشیاء بھی ہیں جن کا تعلق بظاہر خورد و نوش سے نہیں لیکن حیات انسانی کی بنیادی ضروریات  
 میں شامل ہیں مثلاً کھاد، ہیمنٹ، پٹرول وغیرہ ہمارے ہاں سالانہ بجٹ کے موقع پر بالخصوص

۱۔ شیخ نظام و جماعۃ، الفتاویٰ الہندیہ، نوران کتب خانہ، پشاور (ت، ن) ج ۳، ص ۲۱۴۔

۲۔ ابن تیمیہ، نیل الاوطار شرح منقح الاخبار، انصار السنۃ المحمدیہ، لاہور (ت، ن) ج ۵، ص ۲۳۵۔

۳۔ ابن القیم الجوزیہ، تہذیب، بذیل، المنذری، مختصر سنن ابی داؤد، ج ۵، ص ۹۰۔

اشیاء خورد و نوش کے علاوہ ان اشیاء اور ان جیسی دیگر متعدد اشیاء کا ذخیرہ کر لیا جاتا ہے اور بچٹ کے اعلان کے بعد ان ذخیرہ شدہ اشیاء کو مارکیٹ میں لایا جاتا ہے اس طرح اسلامی ریاست کے شہریوں کو غیر خوردنی اشیاء کے احتکار ہیں بھی اتنی ہی معاشی اذیت پہنچتی ہے جتنی اشیاء خوردنی کے ذخیرہ سے ایذا ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ان اشیاء کے ذخیرہ کرنے سے بھی ذخیرہ اندوز بے شمار دولت کے مالک بن جاتے ہیں اسی لیے امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام اشیاء کی ذخیرہ اندوزی احتکار شرعی ہوگی۔ جو کسی بھی طرح انسانی زندگی سے متعلق ہوں۔

اسلامی نظریہ احتکار کی روح کی تکمیل تب ہی ممکن ہے جب اس کا دائرہ ان تمام اشیاء پر چلاویں جو کسی بھی طرح انسانی ضروریات سے متعلق ہوں

دوہ: احتکار کے متعلق دوسری شرط فقہاء اسلام نے یہ بیان کی ہے کہ محکمہ کی نیت یہ ہو کہ اس چیز کی مصنوعی قلت پیدا کر کے اس کی قیمت بڑھائی جائے البتہ اگر کسی شخص نے عام حالات میں کسی چیز کو بڑی مقدار میں خریدا تاکہ اسے نفع کے ساتھ فروخت کرے لیکن اتفاق سے اس شے کی قیمت قدرتی عوامل سے بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت پر اس چیز کو فروخت کرنا احتکار شرعی نہیں کہلائے گا۔ البتہ اگر اس مال کی فروخت لوگوں کی ضرورت کے وقت نہ کرے تو احتکار شرعی ہو جائے گا

سوم: احتکار کے متعلق تیسری شرط یہ ہے کہ احتکار شکنگی کے زمانے میں ہو یا کسی بھی وقت ہو لیکن اس کی ذخیرہ اندوزی سے بازار متاثر ہوتا ہو اگر محکمہ کے غلہ روکنے سے بازار پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ چیز بازار میں عام مل رہی ہو تو جمہور ائمہ کے نزدیک یہ احتکار بلا کر اہت جائز ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک کسی بھی وقت مال کا مطلقاً ذخیرہ کرنا ناجائز ہے

چھارہ: احتکار کے متعلق چوتھی شرط یہ ہے کہ احتکار طویل مدت کے لیے ہو طویل

۱۔ مرغینانی، ہدایہ، ج ۴، ص ۶۹

۲۔ احمد یار خاں، مرآۃ سترج مشکوٰۃ، نعیمی کتب خانہ، گجرات، (ت.ن.) ج ۴، ص ۲۸۸۔

اور قلیل مدت کے متعلق ہدایہ میں ہے۔

”الشهر لان دونہ قلیل عاجل وما فوقہ کثیرا اجل“

فقہار کے نزدیک ایک ماہ تک مدت قلیل اور ایک ماہ سے زیادہ مدت طویل سمجھی جاتی ہے۔

بعض فقہار کے نزدیک مدت قلیل میں احتکار نہیں کیونکہ اس میں ضرر نہیں ہے جب کہ طویل مدت میں بالاتفاق احتکار ممنوع ہے۔

آج کے دور میں فقہار کی قلیل مدت بھی قابل ضرر ہے، راقم الحروف کے خیال میں مدت کے تعین کا انحصار متحرک کی نیت پر ہے اگر متحرک حرمت احتکار کے پیش نظر ایک دن بھی احتکار کرے گا تو وہ احتکار کا مرتکب ہوگا۔

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ایک واقعہ نقل کیا ہے اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ فقہار کی قلیل مدت میں احتکار بھی احتکار شرعی کہلاتا ہے۔

واسطہ شہر میں ایک تاجر رہتا تھا اس نے اپنا گندم سے بھرا ہوا ایک جہاز بصرہ بھیجا۔ اور وہاں اپنے ایجنٹ کو لکھا کہ جس روز یہ جہاز بصرہ پہنچے اسی روز اس کو فروخت کر دو۔ آنے والے دن کے لیے اسے بچا کر نہ رکھنا اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ جہاز بصرہ پہنچا تو گندم کا بھاؤ گرہوا تھا۔ غلہ کے تاجروں نے اس ایجنٹ کو کہا کہ اگر تم ایک ہفتہ انتظار کر دو تو کئی گنا زیادہ نفع کماؤ گے۔ چنانچہ ایجنٹ نے ایک ہفتہ اس گندم کو فروخت نہ کیا اور ان ایام میں بھاؤ تیز ہو گیا اور اس نے کئی گنا زیادہ نفع کمایا۔ جب اس نے اپنے مالک کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تو اس تاجر نے اس کو لکھا:-

”يا هذا انا كنا قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وقد

جنيت علينا جناية فاذا اتاك كتابي هذا فخذ المال

لے مرغینانی، ہدایہ، ج ۴، ص ۶۹

۲۰ ایضاً

وتصدق به على فقراء البصرة وليمتنى انجومن الاحتكار  
كضا فلا على ولا لى

اے فلاں اگر ہمارا دین سلامت رہے تو ہمیں تھوڑا نفع ہی کافی ہے تو نے ہم پر بڑی  
زیادتی کی ہے۔ جس وقت میرا یہ خط تھیں ملے تو سارا مال بصرے کے فقرا میں تقسیم  
کر دو۔ اس غلہ کی ذخیرہ اندوزی کا جو جرم تم نے کیا ہے اس کے مواخذہ سے  
ہی اگر بچ جاؤں تو کافی ہے مجھے اس مال کے صدقہ کرنے سے مزید ثواب کی کوئی  
آرزو نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں کسی شخص کے لیے کسی بھی چیز کا اس وقت ذخیرہ کرنا حرام ہے جب کہ  
عوام اس کو اس چیز کی ضرورت ہو سکیں وہ شے کو اس لیے فروخت نہ کرے تاکہ اس کی مصنوعی  
 قلت پیدا ہو اور اسے ہنگے داموں فروخت کرے۔

## احتکار کے متعلق شرعی احکام

اسلام میں دولت و سرمایہ داری کے متعلق ہر وہ اصول ناقابل تسلیم ہے جس میں کسی نہ کسی  
 طرح احتکار و اکتناز کی کوئی صورت پیدا ہو سکے اور اس سے دولت پھیلنے کی بجائے خاص حلقوں  
 اور مخصوص طبقوں میں محدود ہو جائے اور عام انسانی زندگی متاثر ہو۔ قرآن پاک میں احتکار و اکتناز  
 کی حرمت کا ذکر دو طرح سے کیا گیا ہے۔

اول : وہ آیات جن میں احتکار و اکتناز کی حرمت بیان کی گئی ہے۔  
دوم : وہ آیات منظرہ جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے وجوب کا ذکر کیا گیا ہے۔  
اگرچہ متعدد قرآنی آیات میں احتکار و اکتناز کی حرمت اور وجوب انفاق کا ذکر ہے لیکن  
 ذیل کی آیات اس مضمون کے اعتبار سے قابل توجہ ہیں :

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَنَشْرُهُمْ بَعْدَآبِ الْإِيمِ ه يَوْمَ يُجْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ

اے ابو عبید اللہ محمد قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دارالکتب العربی لاطباعہ والنشر، قاہرہ۔

۱۹۶۷ء، ج ۱۹، ص ۵۶۔

فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تُفْسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ سونے اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ اس مال پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا پس خزانہ جمع کرنے کا مزہ اچھو۔

۲۔ وَيَلْ لَّيْلَىٰ هَمَزَةٌ لِّمَنۢ بِهِ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو عیب چین اور بدگوئی سے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں۔ وہ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

۳۔ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ صَحِيحٌ ۝

بے شک صدقات صرف فقیروں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور ان کے لیے جو صدقات کے وصول کرنے پر مامور ہیں اور ان کے لیے جو جنگ دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنی ہے اور ان کے لیے جن کی گردنیں غلامی سے آزاد کرنی ہیں اور قرض داروں کے لیے (جو قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے ہوں) اور اللہ کی راہ میں صرف کرنے کے لیے اور مسافروں کے لیے یہ اللہ کی جانب سے

۱۔ توبہ: ۳۴، ۳۵

۲۔ القصہ: ۱ تا ۴

۳۔ توبہ: ۶۰



۳۴۲

فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۴۔ کُنْیَ لَا یُکُونُ دَوْلَةً بَیْنَ الْأَعْنِیَاءِ مِنْكُمْ لِیَ

(فقراء، مساکین، قرابت داروں اور یتیموں وغیرہ پر اللہ تعالیٰ نے اس لیے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے) تاکہ مال و دولت صرف دولت مندوں میں ہی محدود ہو کر نہ رہ جائے۔

۵۔ واقیموا الصلوة واتوا الزکاة لی

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

۶۔ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بأیدیکم الی التہدکۃ لی

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

۷۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ

وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ لی

اور ہم نے ان (انبیاء کرام) کی جانب وحی کی نیک کاموں کے کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

۸۔ وَأَنْفَقُوا مِنْهُمَا زَقْنًا كُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ لی

اور جو ہم نے تم کو رزق دیا اس میں سے اس سے پہلے ہی خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آجائے۔

ان آیات مقدسہ میں حرمت کتناز و احتکار، ادا زکوٰۃ و صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ

۱۔ حشر : ۷

۲۔ بقرہ : ۲۳

۳۔ بقرہ : ۱۹۵

۴۔ انبیاء : ۷۳

۵۔ منافقون : ۱۰

کا حکم دیا گیا ہے ان سب کی روح یہ ہے کہ دولت و ثروت جمع اور ذخیرہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ خرچ کرنے کے لیے ہے اور اس کا مصرف ذاتی و انفرادی تغیش کی بجائے انفرادی اجتماعی ضروریات کی کفالت ہے۔

قرآن پاک میں احتکار کی حرمت کا ذکر بالواسطہ کیا گیا ہے جب کہ احادیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً مختکر کے لیے وعیدوں اور جالبین (احتکار نہ کرنے والے) کے لیے بشارتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

مختکرین کے لیے ان احادیث میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ عن معمر بن قیس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي له

حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطا کار ہے۔

۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر يريد ان يتغالى بها على المسلمين فهو خاطي وقد برئ منه ذمة الله له

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمانوں کے لیے قیمتیں بڑھانے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کرے وہ خطا کار ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔

ذخیرہ اندوزی نہ صرف ملکی معیشت کے لیے نامناسب ہے بلکہ معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کو مصائب سے دوچار کرنے کا سبب بنتی ہے مسند ابی داؤد الطیالسی کی روایت ہے۔

۱۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب البیوع، باب تحریم الاحتکار) مطبع علمی، دہلی،

۱۳۴۸ھ، ج ۲، ص ۳۱

۲۔ حاکم، مستدرک علی الصحیحین، دار المعرفۃ، بیروت، (ت۔ ن۔ ج ۲، ص ۱۲)

۳۔ عن معقل بن یسار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من دخل في شيء من اسعار المسلمين ليغليه عليهم كان حقا على الله تبارك وتعالى ان يقذفه في معظم النار يوم القيامة له

ترجمہ: معقل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمانوں کے بازار کے نرخ میں اس لیے دخل دے کہ اُسے گراں کرے تو اللہ تعالیٰ پر ضروری ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے زبردست آگ میں پھینک دے۔

۴۔ عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المحتكر في سوقنا كالملحد في كتاب الله له ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے بازار میں ذخیرہ اندوزی کرنے والا ایسے ہے جیسے اللہ کی کتاب کا منکر۔

۵۔ عن عمرو بن لعل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المحتكر ملعون۔

ترجمہ: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذخیرہ اندوز لعنتی ہے۔

۶۔ عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول بئس العبد المحتكر ان رخص الله الاسعار حزن وان

۱۔ ابی داؤد، مسند ابی داؤد الطیالسی، بحوالہ محترم محمد فہیم عثمانی، اسلامی میشت کے چند نمایاں

پہلو اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۶، ص ۸۹۔ ۹۰

۲۔ حاکم، مستدرک، ۲ ج، ص ۱۲

۳۔ ایضاً، ص ۱۱

اغلاھا فرح لہ

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذخیرہ اندوز کتنا بُرا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء میں اگر رزاقی پیدا کرتا ہے تو وہ مغموم ہوتا ہے اور اگر گرنی پیدا کرتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ذخیرہ اندوز کو معاشی قاتل قرار دیتے ہوئے انسانی قاتل کے مساوی قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۷۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال يحشر الحاکرون و قتلۃ الانفس فی درجۃ لہ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاشی قاتل (محتکر) اور انسانی قاتل ایک ہی درجہ میں اٹھائے جائیں گے۔

۸۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر طعاما اربعین لیلۃ فقد برئ من اللہ وبرئ اللہ منہ لہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چالیس رات تک غلے کی ذخیرہ اندوزی کی وہ اللہ سے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو گیا۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ

لہ منذری، الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۵۸۳

لہ ایضاً، ۵۸۴

لہ چالیس دن کا ذکر حدیث کے لیے نہیں کہ اس سے کم احتکار جائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو احتکار کا عادی ہو جائے اکی یہ سزا ہے چالیس دن کوئی کام کرنے سے اس کام کی عادت بچتے ہو جاتی ہے البتہ بعض فقہاء نے اس حدیث سے مدت احتکار کا تعین کیا ہے (مرغینانی، ہدایہ، ج ۴ ص ۴۶۹)

لہ منذری، الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۵۸۲

صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احتکرت علی المسلمین  
طعامہم ضربہ اللہ بالجذام والافلاس ۱  
ترجمہ: حضرت عمر رضی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے مسلمانوں کے لیے غلے کا ذخیرہ کیا اللہ تعالیٰ  
اس پر کوڑھ اور افلاس مسلط کر دے۔

۱۰۔ عن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من  
احتکرت طعاما اربعین یوما ثم تصدق بہ لم ین له  
کفارة ۲

ترجمہ: حضرت ابی امامہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس کسی نے چالیس دن غلے کا ذخیرہ کیا پھر وہ سارا غلہ خیرات بھی کر  
دے تب بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بعض خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی  
اپنے عہد خلافت میں احتکار کو ممنوع قرار دیا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ اعلان فرمادیا تھا:

لا حکرة فی سوقنا لا یعمد رجال بایدیہم فضول من  
اذہاب الی رزق من ارزاق اللہ نزل بساحتنا فیحتکر ونہ  
علینا ولكن ایما جالب جلب علی عمود کبدہ فی الشتاء  
والصیف فذلک ضیف عمر فلیبع کیف شاء اللہ ولیمسک  
کیف شاء اللہ ۳

۱۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (الباب التجارت، باب الحکرہ) نور محمد کتب خانہ، کراچی، ۱۳۸۱ھ ص ۱۵۶

۲۔ ولی الدین، مشکوٰۃ الصالح، (کتاب البیوع، باب الاحتکار) اصح المطابع، کراچی، ۱۳۶۸ھ ص ۲۵۱

۳۔ امام مالک، مؤطا، (کتاب البیوع، باب الحکرۃ والترصص) ص ۵۹۱۔

ترجمہ: ہمارے بازار میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہ کرے جن لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد دولت ہے وہ کسی ایک غلہ کو خرید کر ہمارے ملک میں ذخیرہ اندوزی نہ کریں اور جو شخص گرمی یا سردی میں تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر کا مہمان ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ بیچے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہو رہتے دے۔

ابن قدامہ المقدسی (م ۶۲۰ھ) نے المغنی میں ایک عبرتناک واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بار بازار نکلے تو آپ نے وہاں بہت سا غلہ دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہمارے لیے لایا گیا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اس کو بھی برکت دے جو یہ غلہ لایا ہے۔ پھر آپ سے کہا گیا یہ غلہ ذخیرہ کیا گیا تھا آپ نے پوچھا کس نے ذخیرہ کیا تھا انہوں نے کہا ایک حضرت عثمانؓ کے غلام نے اور ایک آپ کے غلام نے۔ آپ نے ان دونوں کو بلا کر ذخیرہ کرنے کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے کہا ہم اپنے اموال خریدتے ہیں اور بیچتے ہیں تو آپ نے ان سے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی مسلمانوں کے غلے کو ذخیرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ اور تنگدستی مسلط کر دے گا یہ بات سن کر حضرت عثمانؓ کا غلام غلہ باہر لے آیا راوی نے کہا حضرت عمرؓ کے غلام نے وہ غلہ فروخت نہ کیا میں نے اسے کوڑھ کی بیماری میں مبتلا دیکھا ہے علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ آپ نے ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ (سزا کے طور پر) جلا دیا۔

ان تمام احادیث و آثار صحابہؓ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں احتکار کتنا بظاہر موم فعل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث میں ان لوگوں کی فضیلت بھی بیان فرمائی جو غلے

۱۔ موفق الدین عبداللہ ابن قدامہ، المغنی (باب الاحتکار) مکتبہ المنار، قاہرہ، ۱۳۴۷ھ، ج ۴، ص ۲۸۳  
 ۲۔ محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار، ج ۲، ص ۱۸۱ بحوالہ، ڈاکٹر نور محمد غفاری، اسلام کا قانون تجارت، دیوال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۶۶۔

کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے ان میں سے چند تحریر کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجالب موزوق لہ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بازار میں غلہ لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے۔

۲۔ عن عبد الرحمن بن ابی بکوة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الجالب الی سوقنا کالمجاهد فی سبیل اللہ لہ

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرة سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے بازار میں غلہ لانے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

۳۔ عن ابی سعید الخدری قال عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع التبیین والصدیقین والشہداء

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن اُمیدوار، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ان احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو تاجر احتکار کا مرتکب نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کا رتبہ کتنا بلند ہے۔

## احتکار کے سدباب کے لیے شرعی اقدامات

احتکار کے سدباب کے لیے شریعت اسلامیہ میں چار طرح کے اقدامات کئے گئے ہیں

اول: اخلاقی اقدامات۔ دوم: قانونی اقدامات

سوم: تعزیری اقدامات۔ چہارم: قانونی وسائل

۱۔ دارمی، سنن الدارمی، (کتاب البیوع، باب فی النہی عن الاحتکار) نشر السنۃ، مکتان (ت۔ ن۔ ۲۵)، ص ۱۶

۲۔ حاکم، مستدرک، ج ۲، ص ۱۲

۳۔ ترمذی، جامع الترمذی (ابواب البیوع، باب ما جاز فی التجار) مطبع نول کثرت، کھنؤ (ت۔ ن۔) ج ۱

اول : اخلاقی اقدامات کا ذکر قرآن و حدیث میں مختصرین کے لیے وعیدوں اور جالبین کے لیے وعدوں کی صورت میں کیا گیا ہے۔ جن کا تفصیلی ذکر کیا جا چکا ہے۔  
دوم : قانونی اقدامات سے مراد یہ ہے کہ اسلام نے ذخیرہ اندوزی کی تمام ممکنہ صورتوں کو قانوناً جائز قرار دے دیا ہے۔

عہد رسالت میں احتکار کی دومر وجہ صورتیں تھیں :

(۱) بیع تلقی الرکبان (۱۱) بیع حاضر للباد  
تلقی الرکبان کے متعلق بخاری کی روایت ہے۔

عن عبد الله قال كنا نتلقى الركبان فنشتري منهم الطعام  
فنهانا النبي صلى الله عليه وسلم ان نبيعه حتى نبلغ به سوق  
الطعام

ترجمہ بعبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہم غلہ لانے والے قافلوں کے پاس  
(شہر آنے سے پہلے) پہنچ جاتے تھے اور ان سے غلہ خرید لیا کرتے تھے تو نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس فعل سے منع فرما دیا کہ ہم اس غلے کو بازار میں پہنچنے سے  
پہلے خریدیں۔

فقہاء اسلام نے "تلقی الرکبان" کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ جب کبھی شہر میں غلامیگر  
اشیاء خوردنی کی قلت ہو اور قحط کے آثار نمایاں ہوں اور شہر کے بڑے بڑے تاجر شہر سے نکل  
کر شہر کی طرف آنے والے تجارتی قافلوں کو راستے میں ہی روک کر ان کا تجارتی سامان خصوصاً اشیاء  
خوردنی خرید کر چور بازاری سے اپنی شرائط کے مطابق فروخت کریں اور من مافی قیمت چھول کریں تو  
تلقی الرکبان کہلاتا ہے۔

"تلقی الرکبان" کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شہر کے تاجر باہر سے آنے والے کسانوں

۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب البیوع، باب منتہی ایتی) نور محمد کتب خانہ دہلی، ۱۳۵، ج ۱، ص ۲۸۹

۲۔ مرغینانی، الہدایہ، (کتاب البیوع، باب فیما یرہ) ج ۲، ص ۶۹



اور عام دیہاتیوں کو شہر کے محل بھاؤ سے بے خبر رکھ کر ان کی اشیاء سستے داموں خرید لیں اور شہر میں لا کر مہنگے داموں فروخت کریں۔

لیکن یہ صورت نہی تب آئے گی جب شہر میں اس مال کی قلت ہو اگر شہر میں اس مال کی نہ قلت ہو اور نہ ہی گرانی ہو تو ان اشیاء کا شہر کے باہر خرید لینا ”تلقی الکرکبان“ میں نہیں آئے گا۔

عہد رسالت میں احتکار کی دوسری مروجہ صورت ”بیع حاضر للباد“ تھی اس بیع کے متعلق بھی اسیحیح بخاری میں روایت ہے۔

عن عبد الله بن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبيع حاضر لباد

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ شہر والا دیہات والوں کے لیے بیچنے کا کام دے۔

فقہاء اسلام نے ”بیع حاضر للباد“ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک تاجرو کا سامان تجارت شہر میں موجود ہے مگر وہ اپنی نفع اندوزی اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی خواہش کی تکمیل کے لیے شہر لوں کی ضروریات جاننے کے باوجود اپنا سامان ان کے ہاتھوں فروخت نہ کرے بلکہ دیہات میں جا کر سادہ لوح دیہاتیوں کو مہنگے داموں فروخت کرے۔

اس بیع کی ایک اور شکل یہ بھی ہے کہ شہری دیہاتیوں کے درمیان مانع بن کر خود دیہاتیوں میں کی جانب سے ذمہ دار بن کر گراں قیمت پر اشیاء خرید کر آتا ہے اگر شہری کا عمل فریقین میں سے کسی کے لیے بھی نقصان کا باعث بنے تو یہ کاروبار ممنوع ہے لیکن اگر وہ صرف دلال کا کام کرے اور اس کی نیت اور عمل دونوں سے کسی فریق (دیہاتی یا شہری) کو نقصان نہ پہنچے تو یہ عمل (دلالی) درست ہے۔

۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، ج ۱، ص ۲۸۹

۲۔ مرغینانی، ہدایہ، (کتاب البیوع، باب فیما یکرمہ) ج ۳، ص ۶۹

۳۔ ایضاً۔

بیع کی ان صورتوں کے علاوہ شریعت اسلامیہ میں ہر وہ بیع ناجائز ہے جس سے کسی طرح بھی احتکار ممکن ہو جیسے موجودہ دور میں احتکار کی مندرجہ ذیل شکلیں رائج ہیں۔

۱۔ شرکت قابضہ: ایسی شرکت جس میں پیداواری کاروبار کے اکثر حصص حصہ دار ہی خرید لیتے ہیں لہذا وہ کسی شے یا خدمت کی پیداوار کی حد اور اس کی قیمت کا تعین اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور یوں خریداروں کا استحصال کرتے ہیں۔

ت۔ اوماج: اوماج کا مطلب یہ ہے کہ چند کمپنیاں مل کر ایک وحدت قائم کر لیتی ہیں اور یوں کسی شے کی پیداوار اور اس کی قیمت پر اجارہ داری قائم کر لیتی ہیں۔

ج۔ وحدت قیمت: چند ملکان یا کارخانہ داران مل کر بازاریں ایک قیمت طے کر لیتے ہیں اور اس قیمت کے ذریعے گاہکوں کا استحصال کرتے ہیں اور اپنے نفع کا زیادہ سے زیادہ حصول ممکن بنا لیتے ہیں۔

## تعزیری اقدامات

احتکار کے سدباب کے لیے اسلام نے جہاں اخلاقی اور قانونی اقدامات کیے ہیں وہاں قاضی کو تعزیری اقدامات کرنے کا اختیار بھی دیا ہے تعزیری اقدامات کی بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ منہ احمد میں ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ضرر ولا ضرار

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نقصان برداشت کرو اور نہ نقصان کا موجب بنو۔

فقہاء اسلام نے اسی حدیث کو فقہ کے قواعد میں شمار کیا ہے۔ اسی قانونی کلیہ کے تحت

۱۔ نور محمد غفاری، اسلام کا قانون تجارت، ص ۶۹۔

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، بیروت، (ت، ان، ج ۱)، ص ۳۱۳۔

۳۔ السید محمد عظیم الاحسان، قواعد الفقہ (الرسالة الثالثة)، قاعدة نمبر ۲۵، الصدق پبلشرز کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۶۔

فقہاء اسلام کی ایک جماعت نے محکمہ کے لیے درج ذیل دو تعزیری اقدامات کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۱) محکمہ کو قید کی سزا کے علاوہ مالی سزا بھی دے سکتا ہے۔

(۲) قاضی محکمہ کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر بازار کے نرخوں میں فروخت کرنے کا مجاز ہے۔ اس بنا پر ہدایہ میں ہے۔

اذا رفع الى القاضي هذا الامر (الاحتكار) يا امر المحكم  
يبيع ما فضل عن قوته وقوت اهله على اعتبار السعة في

ذلك وينهاه عن الاحتكار فان رفع اليه مرة اخرى

جسه وعذره على ما يرى زجراً له دفعاً للضرورة عن الناس

ترجمہ: جب محکمہ کا یہ مسئلہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ محکمہ کو حکم دے

گا کہ وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی غذائی ضروریات (جن کا اندازہ فراخی سے کیا جائے)

سے جو کچھ فاضل ہے اس کو فروخت کر دے اور قاضی اس کو احتکار کرنے سے

منع کر دے گا اگر اسی تاجر کو دوبارہ اسی جرم میں قاضی کے سامنے پیش کیا جائے

تو اسے قید کر کے مناسب مالی سزا دے تاکہ عوام کی ضرر رسانی ختم ہو۔

ان اقدامات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں کسی صورت میں احتکار

جائز نہیں بلکہ اسلام محکمہ کے خلاف ہر طرح کے اقدامات کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

### چہارم۔ قانونی وسائل (تسعیر)

احتکار کے سد باب کے لیے اسلام صرف اخلاقی، قانونی اور تعزیری اقدامات پر ہی اکتفا

نہیں کرتا بلکہ قانونی وسائل کو بھی پوری طرح استعمال میں لاتا ہے تاکہ اسلامی معاشرے سے اس

برائی کا بھل خاتمہ ہو اور اسلامی ریاست کے شہری امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکیں

لے مرغینانی، الہدایہ، (کتاب الکراہیۃ) ج ۴، ص ۴۶۹ - ۴۷۰

احتکار کے خاتمے کے لیے اسلام جس قانونی وسیلے کو استعمال کرتا ہے اسے فقہی اصطلاح میں "تسعیر" کہا جاتا ہے۔

عربی لغت اور فقہ اسلامی میں تسعیر کا معنی بھاؤ مقرر کرنا ہے۔ اسلام نے حکومت یا کسی بیرونی طاقت کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ کسی چیز کی قیمت مقرر کرے کیونکہ اسلام کے عادلانہ قانون تجارت نے قیمتوں کے نظام کو اختیاری تصرفات سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے کیونکہ گرانی کا سبب اگر قدرتی عوامل ہوں تو اس صورت میں قانونی وسائل کے ذریعے اشیاء کی قیمتوں کو نیچے لانا اور تاجروں کو سستے داموں مال فروخت کرنے پر مجبور کرنا ظلم ہو گا یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں جب قحط پڑا تو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے ارزاں نرخ مقرر کرنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرماتے ہوئے اُسے ظلم سے تعبیر کیا۔ کنز العمال میں طبرانی کبیر کی روایت ہے۔

اصاب الناس سنة فقالوا يا رسول الله سقر لنا قال لا يسئلني الله عن سنة احدثها عليكم لم يا مرنى بها ولكن سلوا الله من فضله

ترجمہ: لوگ قحط کا شکار ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے نرخ مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ایسا کرنے میں جواب طلب کرے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہیں دیا ہو اور میں اسے اپنی طرح سے اختراع کر لوں بلکہ تم اللہ سے اس کے فضل کے لیے دعا کرو۔ اس طرح سنن ابی داؤد میں ایک ہے۔

عن انس قال قال الناس يا رسول الله غلا السعر فسقر لنا

۱۔ ابن منظور، لسان العرب مذیل مادہ "سعر" ج ۴، ص ۳۶۵  
 ۲۔ سید محمد عمیم الاحسان، قواعد الفقہ (الرسالة الرابعه، التعريفات الفقہیة) ص ۳۲۱۔  
 ۳۔ علی متقی حاتم الدین، کنز العمال، (حدیث نمبر ۹۷۸۸) الوستہ الرسالة، بیروت، ۱۹۷۹ء، ج ۴، ص ۱۰۳

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو المسعر القابض  
الباسط الرزاق واني لا رجوا ان القى الله وليس احد منكم  
يطالبني بمظلمة في دمر ولا مال لي

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرغ گراں ہو گئے آپ ہمارے لیے نرغ مقرر کر دیجیے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی نرغ مقرر کرنے والا ہے (اشیاء کی پیداوار میں) تنگی پیدا کرنے والا فراخی پیدا کرنے والا اور رزق عطا کرنے والا اور میں چاہتا ہوں کہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی ظلم کا بدلہ طلب کرنے والا نہ ہو جو جان یا مال کے سلسلہ میں کیا گیا ہو۔“  
یہ روایات صرف یہ بتاتی ہیں کہ نرغ گراں ہو گئے تھے اس گرائی کا سبب نہیں بتاتیں لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ گرائی کی وجہ یہ تھی کہ غلہ باہر سے ہی گراں نرغ پر آ رہا تھا اور مدینہ منورہ میں غذائی اجناس زیادہ تر باہر ہی سے درآمد کی جاتی تھیں اس لیے جب باہر ہی سے مہنگا آ رہا ہو تو مقامی تاجروں کو کمتر نرغ کا پابند بنانا صریحاً ظلم تھا اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ ایسی صورت میں تسعیر کی بجائے اشیاء کی رسد کو درست کرنے کی کوشش زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب قحط کے آثار نمایاں ہوئے اور قیمتیں چڑھنے لگیں تو آپ نے غذائی اشیاء کی رسد بحال کرنے کے لیے مصر اور شام سے غلہ، آٹا اور تیل وغیرہ وٹوں پر منگوائے اس طرح قیمتیں اپنی اصلی سطح پر آ گئیں۔

بہر حال اگر گرائی قدرتی عوامل کے تحت ہو رہی ہو تو اس میں اسلام نے تسعیر (تعیین نرغ) کو نہ صرف ناجائز بلکہ ظلم کے مترادف قرار دیا ہے۔ لیکن گرائی کی وجہ اگر احتکار ہو تو اس صورت میں اسلامی ریاست کو پورا اختیار ہے کہ وہ اشیاء کے نرغ متعین کر دے اور تاجروں کو مقررہ

۱۔ ابی داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی التسعیر، ج ۲، ص ۸۹

۲۔ ابن جوزی، سیرۃ عمر بن خطاب، مطبع السعادت، قاہرہ، ۱۳۲۲ھ، ص ۱۵۴

قیمت پر اپنے مال فروخت کرنے پر مجبور کرے اور خلافت ورزئی کرنے والوں کو مناسب سزا دے۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مرغینانی (م ۵۹۳ھ) نے لکھا ہے۔

لا ینبغی للسلطان ان یسعر علی الناس لقوله علیہ السلام لا تسعروا  
فان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق ولان الثمن  
حق العاقد فالیہ تقدیرہ فلا ینبغی للامام ان یتعرض لحقه  
الاذا تعلق به دفع ضرر العامة . . . فان كان ارباب  
الطعام یتحكمون یتعدون عن القيمة تعدیا فاحشا وعجوز  
القاضی عن صيانة حقوق المسلمين الا بالتسعیر فحیث لا یاس  
به بمشورة من اهل الراى والبصيرة له

ترجمہ: سلطان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ لوگوں کو متعین قیمتوں کا پابند بنائے  
کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیمت مقرر نہ کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی قیمت  
مقرر کرنے والا، تنگی پیدا کرنے والا فراخی  
پیدا کرنے والا، رزق عطا کرنے والا ہے۔ اور اس لیے کہ قیمت بتانا عقد بیع  
کرنے والے کا حق ہے لہذا اس کی تعیین وہی کر سکتا ہے۔ پس امام کو اس کے  
حق میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے بجز اس صورت حال کے جب ضرر عامہ کا  
دفعیہ اس کا متقاضی ہو۔

اگر غلہ کے تاجروں میں مافی قیمتیں وصول کرتے ہوں اور معقول قیمتوں سے زائد دام وصول کرتے  
ہوں اور قاضی نرخ مقرر کرنے کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے مسلمانوں کے حقوق کا  
تحفظ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں اہل الرائے اور صاحب بصیرت افراد کے مشورہ سے قیمتیں  
مقرر کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی مسئلہ کو امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے بھی اس طرح بیان کیا ہے۔

کہ جب لوگ معروف طریقہ کے مطابق اپنی تجارتی اشیاء فروخت کر رہے ہوں اتفاقاً کسی شے کی قلت یا آدمیوں کی کثرت کی بنا پر اس چیز کا زرخ بڑھ جائے تو تاجروں کو اس بات کا پابند بنانا کہ وہ اس شے کو مقررہ قیمتوں پر فروخت کریں ظلم ہوگا۔

البتہ ممکنہ جب احتکار کے ذریعہ عوام پر ظلم کر رہا ہو تو اس وقت صاحب امر کو یہ اختیار چل ہے کہ جب عوام کو ان اشیاء کی ضرورت ہو تو تاجروں کو اپنا مال قیمت مثل پر فروخت کرنے پر مجبور کرے۔

کیونکہ اس قانونی وسیلے کا استعمال احتکار کے سد باب کے لیے بہت حد تک معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں کسی چیز کی قیمت بڑھانے کی غرض سے اس شے کی مصنوعی قلت پیدا کرنا احتکار کہلاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں احتکار کی نہ صرف صراحتاً حرمت بیان کی گئی بلکہ متکثرین کے لیے بہت سی وعیدوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے احتکار کے سد باب کے لیے قرآن و حدیث میں حرمت کے بیان کے علاوہ اسی بیع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس سے احتکار کا اندیشہ بھی ہو۔ اس ضمن میں اسلام قاضی کو یہ اختیار بھی دیتا ہے کہ جو شخص اس فعل شنیع کا مرتکب ہو اس کو جہانی و مالی سزا دینے کے علاوہ اس کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر عام رنحوں پر فروخت کرنے کا حکم دے۔

اسلام احتکار کے اسلامی معاشرے سے جڑے کھاڑنے کیلئے ایک قانونی وسیلے کو استعمال میں لانے کی بھی اجازت دیتا ہے جسے فقہی اصطلاح میں ”تسعیر“ کہا جاتا ہے اگرچہ قحط کے دنوں میں جبکہ قحط قدرتی عوامل کی بنا پر ہو تسعیر کی اجازت نہیں دیتا لیکن اگر تاجروں کی مصنوعی قلت خود پیدا کردہ ہو تو حاکم وقت تسعیر کا اختیار رکھتا ہے۔

ان تمام اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کا شہری پر امن معاشی زندگی بسر کر سکے۔

۱۔ ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الاسلام اور وظیفۃ المحکومۃ الاسلامیہ، دار الکاتب العربی (تاریخ و مقام اشاعت نامعلوم) ص ۱۶

# اسلام میں بیت المال کا تصور

جناب ڈاکٹر حمید اللہ، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی

بیت المال کا لغوی معنی: خزانہ المال ہے یعنی مال کا خزانہ ”حکومت اسلامی کا خزانہ“  
”مال یا دولت کا گھر“ ہے

اصطلاحی تعریف: ”کسی مسلم ریاست کے خزانے یا اسلامی سلطنت کے اس خزانہ خاص کو کہتے ہیں جس کو ریاست بلکہ اسلامی حکومت عام رعایا کی اصلاح و بہبود کے لیے خرچ کرتی ہے۔“  
”بیت المال سے مراد مسلمان عوام کا بینک بھی ہے اور قومی خزانہ بھی، ملی جائیداد کا ضامن بھی، تجارت کا ادارہ بھی، امانت کا محافظ بھی اور مسلمانوں کے مرکزی ادارے کا سرکاری خزانہ بھی ہے۔“

بقول مولانا حفظ الرحمن رحمہ اللہ اسلام کے معاشی نظام کو بروئے کار لانے کے لیے حکومت ربانی (خلافت اسلامی) کے لیے خزانہ سرکاری کا وجود ضروری ہے۔ اس خزانہ کے محفوظ و مستحکم کو ”بیت المال“ کہتے ہیں۔ اور اگر کچھ کجبار ”بیت المال“ کا اطلاق وسعت کے ساتھ پورے

۱۔ المنجد، (دارالمشرق، بیروت، ۱۹۶۰ء) ص ۵۵

۲۔ عبدالحفیظ بلیادی مصباح اللغات (دہلی، ۱۳۶۹ھ) ص ۵۵، القاموس الحدیث، ص ۶۰۵

۳۔ طغریازی: نقاد اللغات (نقاد بک ڈپو، کراچی، ۱۹۶۰ء) ص ۷۶

۴۔ منشی محبوب عالم: اسلامی انسائیکلو پیڈیا (پیشہ اخبار، لاہور) ۱/ ۱۵۳

۵۔ اسلم: اسلام کا جمہوری نظام (لاہور)